AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 4, Issue 1, June 2020, PP: 49-68
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

Scan for download

تجارتی اخلاقیات کا فقدان اور اس کا سد باب: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Inadequacy of Business Ethics and its Remedial Measures in the Context of Prophet's Sīrah

Hafiz Rao Farhan Ali* **& Abdulhayee**
Lecturer, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad, Pakistan

ARTICLE INFO

Article History:
Received 15 June 2020
Accepted 30 June 2020
Online 30 June 2020

DOI:

Keywords*:*
Economic Prosperity,
Spirit,
Muslim Traders,
Prophetic Sīrah,
Entrepreneurship,
Pakistani Society.

ABSTRACT

Economic prosperity has cardinal importance in a society. Prophet (peace be upon him) practiced fair and lucrative trade in Makkah which outlined the principles of economics and trade that resulted in the expansion of trade to international level and spreading Islam around the globe. Subsequently, various malpractices of Muslim traders brought the economics of the Muslim Ummah at risk. This article is an endeavor to draw the attention of Muslim traders and businessmen towards the economic decline of Muslim nations. Initially, the article highlights the moral decline in trade and subsequently, an attempt is made to present its solution in the light of Prophetic Sīrah. The article concludes the primary cause of economic unsuccessfulness as the absence of the values and principles guided by the Prophet (peace be upon him). To bring about economic prosperity again, we need the practicality of the traits guided by the Prophetic Sīrah. There are some recommendations for the reformation of entrepreneurship which can bring transformation in Pakistani society on many levels (ways) leading to social harmony.

* Corresponding Author's email: fali@numl.edu.pk

CC BY

دینِ اسلام جامع ضابطہ حیات ہے جو حیاتِ انسانی کے جملہ پہلوؤں کے بارے میں ہدایات فراہم کرتا ہے۔ شعبۂ معیشت انسانی زندگی کا وہ اہم ترین شعبہ ہے جس کی تگ ودو میں زندگی کا بیشتر حصہ گزر ہوتا ہے لہٰذا معاش کی درستگی، کل وقتی اصلاح پر منتج ہوتی ہے جبکہ اس میں فساد دائمی بربادی کا سبب بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب شعبہ ہائے انسانی کی اصلاح فرمائی تو اخلاق معاشیات سے بھی امت کو روشناس کروایا ۔صحابہ کرامؓ نے جب اسے اپنایا تو ایک طرف ان کی تجارتیں ملکی سے بین الاقوامی سطح کو جا پہنچیں اور دوسری طرف اشاعتِ اسلام کا بھی ذریعہ بنیں۔آج حالات یہ ہیں وہ مسلم معاشرے جنھوں نے اقوامِ عالم کو تجارتی اخلاقیات سے متعارف کروایا تھا، خود اپنا ہی درس بھلا بیٹھے ہیں اور جھوٹ، نفاق، ملاوٹ، دھوکہ دہی، غبن ،بد دیانتی، بد معاملگی، وعدہ خلافی تجارتوں میں شامل ہو چکی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف گاہک عدم اطمینان کا شکار ہے تو دوسری طرف تاجر بھی بے چین۔ غیر ملکی مصنوعات کی بھرمار ہے اس لیے کہ وہی قابلِ اعتماد ہیں اور ملکی مصنوعات بے مانگ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تجارتی اخلاقیات کو جو فقدان ہے، اس کا سدباب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں کیا جائے اور جہاں نماز، روزہ، حج، زکوۃ، اخوت و مساوات کا پرچار کیا جائے اور ان کے ترک پر نکیر کی جائے، وہیں تجارت و کاروبار میں اخلاقی درستگی کو بھی شامل کیا جائے۔ زیرِ نظر مقالہ اسی حوالے سے ادنیٰ کوشش ہے جسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں تجارت و کاروبار میں موجود اخلاقی انحطاط کا جائزہ لیا جائے گا اور دوسرے حصے میں سیرت طیبہ کی روشنی میں اس کا حل پیش کرنے کی سعی کی جائے گی (انشاءاللہ)

تمہید

قرآن کریم نے تجارت کے لفظ کو بار بار دہرایا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کے پیشہ میں بہت برکت رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس کے مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ[2]

ترجمہ: سچا تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

امام ابراہیم نخعیؒ سے سوال کیا گیا کہ آپ کی نظر میں سچا تاجر زیادہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک سچا تاجر زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ وہ حالت جہاد میں ہے۔ شیطان ہر طرف سے اسے پھسلانے کی کوشش کرتا ہے کبھی ناپ تول میں کمی بیشی کا کہتا ہے تو کبھی لین دین میں مکر بازی کی چالیں سمجھاتا ہے لیکن وہ تاجر ان سب سے انکار کر کے جہاد کرتا ہے۔[3] امام ابراہیم نخعیؒ کی بات اس لحاظ سے نہایت وزن کی حامل ہے کہ دیانتدار تاجر بیک وقت دو محاذوں پر کام کرتا ہے اول تو یہ کہ حکمِ شریعت پر عمل پیرا ہوتا ہے جس کی بجاآوری ثواب ہی ثواب ہے۔ یہی وجہ ہے تجارت مسلمانوں کی پہچان تھی اور عام افراد تو درکنار، علماء تک تجارت سے وابستہ رہتے تھے اور ان کی تجارتیں چلتے پھرتے دعوت الی اللہ کا موثر ترین ذریعہ تھیں، غیر مسلم ان سے خریداری کرتے کرتے ایمان سے سرفراز ہو جاتے تھے اور فلاح دارین ان کا مقدر بن جاتی تھی لیکن افسوس آج ہماری تجارتیں ہماری بدنامی کا

سبب بن گئیں اور غیر مسلموں کا داخلہ ایمان میں بند ہو گیا ہو گیا۔آج وطن عزیز میں ہماری تجارت کی شکل کیا ہے، ذیل میں ایک ایک شے کا جائزہ لیا گیا ہے اور خرابی کی نشاندہی کی گئی ہے۔

آلودہ پانی کی فروخت

پانی زیست ہے اور اس کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ یہ ایک بے مثال نعمت ہے۔آلودہ پانی کا استعمال سلگتے ہوئے مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ صاف پانی کے نام پر اربوں روپے کا کاروبار کرنے والی کمپنیاں بھی آلودہ پانی فروخت کر رہی ہیں اور یوں چھوٹی بوتل کے لیے تیس روپے خرچ کر دینے کے بعد بھی ایک عام شہری صاف پانی سے دور ہے۔اداروں نے شہریوں کو تجویز کیا ہے کہ گھر میں پانی ابال کر پینا سب سے بہترین ہے۔ شبیر حسین کہتے ہیں کہ:

> ''پاکستان کونسل فار ریسرچ ان واٹر ریسورسز کی جانب سے صارفین کو ایک مرتبہ پھر متنبہ کیا گیا ہے کہ پلاسٹک کی بوتلوں میں بند پانی کا انتخاب کرتے ہوئے بھی احتیاط سے کام لیں' کونسل کی جانب سے معروف برانڈز کی فہرست بھی جاری کی گئی ہے جن کا استعمال انسانی صحت کیلیے غیر محفوظ ہے۔ قابل ذکر ہے کہ کونسل ہر تین ماہ کے دوران منرل واٹر کے نام سے فروخت ہونیوالے مقامی برانڈز کے معیار کا جائزہ لیتی ہے اور اِس جائزہ سے متعلق نتائج جاری کئے جاتے ہیں''۔[4]

ماہر ماحولیات پروفیسر احمد حسن صدیقی کہتے ہیں کہ یہ کمپنیاں ایک گھنٹے میں ایک لاکھ لیٹر زمین سے نکالتی ہیں لیکن پچھلے تیس سالوں سے مکمل ٹیکس دینے کو تیار نہیں۔ کراچی میں بعض مقامات پر زیر زمین پانی کی سطح 100 فٹ سے 400 فٹ تک جا پہنچی ہے۔ سنہ 2018 میں سپریم کوٹ نے منرل واٹر کمپنیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک لیٹر پر ایک روپیہ ٹیکس ادا کریں۔[5]

دودھ میں ملاوٹ

دودھ انسانی غذا کا بنیادی جزو ہے اور کیلشیم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جو انسانی بدن اور بالخصوص ہڈیوں کے لیے انتہائی مفید ہے۔ دودھ بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں سمیت ہر ایک کے لیے بہترین غذا ہے۔

ہمارے ہاں وطنِ عزیز میں دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی اشیاء (دہی، رائتہ، کیک، لسی، پنیر، مٹھائیاں، کھیر، ربڑی، دیسی گھی وغیرہ) کا استعمال عام ہے۔ پاکستان میں دودھ کی سالانہ پیداوار 59,759,000 تقریباً ٹن ہے جبکہ اس کا سالانہ خرچ 48,185,000 تقریباً ٹن ہے۔[6]۔ پاکستان اس وقت دنیا میں دودھ کی پیداوار کے لحاظ سے چوتھا بڑا ملک ہے۔ لائیو اسٹاک کی آمدن سے ملکی جی ڈی پی میں 11.2 فیصد حصہ شامل کیا جا رہا ہے[7]۔ آٹھ ملین (اسی لاکھ) افراد کا روزگار دودھ سے وابستہ ہے[8]۔ عام طور پر جو دودھ ہم گائے یا بھینس سے حاصل کرتے ہیں اس میں پائے جانے والے اجزاء کی مقدار درج ذیل ہے:[9]

منرلز	لنکیوڈز	پروٹین	فیٹ	پانی	
0.5	4.9	3.4	4.6	86.6	گائے کا دودھ %
0.7	5.1	3.7	6.2	84.2	بھینس کا دودھ

لیکن دودھ میں ملاوٹ کا معاملہ انتہائی خطرناک اور ایک ناسور کی حد تک پہنچ چکا ہے، اور دودھ کی مقدار کو بڑھانے کے لیے ملاوٹ

مافیا نے ایسے طریقے اختیار کر رکھے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ سینئر سائنٹیفک آفیسر ڈاکٹر سلمان سعید کہتے ہیں کہ :

> ''دودھ میں قدرتی طور پر شامل جز ملک فیٹ اہم ہے۔ ملاوٹ شدہ دودھ سے ملک فیٹ نکال کر و یجیٹیبل فیٹ، ٹرجنٹ، چینی، یوریا اور فار ملین شامل کیا جاتا ہے۔ دودھ میں خاص سطح سے زیادہ یوریا ہو تو گردوں کو خراب کرتا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ چھوٹے بچوں کیلیے خشک دودھ میں میلامائن نہیں ہونا چاہئے یہ بچوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے۔''[10]

پشاور، راولپنڈی، لاہور، کراچی اور ملک کے دیگر بڑے شہروں میں دودھ میں ملاوٹ عام چلن بن چکا ہے۔ مصنوعی دودھ اور سفید زہر کے نام سے آئے روز خبریں اخباروں کی زینت بنتی ہیں اور ہزاروں لیٹر دودھ تلف بھی کیا جاتا ہے لیکن یہ ایک سلسلہ ہے جو رُکنے کا نام نہیں لیتا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دودھ میں بیس سے زائد کیمیکل استعمال کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح نقصان دہ ہے ہے۔ مثال کے طور پر دودھ کو محفوظ بنانے کے لیے ہائیڈروجن پیر آکسائیڈ جو کہ دراصل عام اشیاء کو صاف کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، آنتوں میں زخموں کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح ایک خطرناک کیمیکل فارمالین دودھ میں شامل کیا جاتا ہے اور یہ کیمیکل نعشوں پر لگایا جاتا ہے تاکہ وہ گلنے اور سڑنے سے محفوظ رہیں۔ جدید سائنس کے مطابق یہ کیمیکل زہر ہے۔ یہ کیمیکل اس لیے شامل کیا جاتا ہے تاکہ دودھ کو زیادہ دیر تک محفوظ بنایا جاسکے۔ گوالے جانوروں کو ہارمون کا ٹیکا آکسی ٹوکسین گاتے ہیں تاکہ دودھ کی مقدار کو بڑھایا جاسکے۔ اسی سلسلے میں بووائن سوماٹوٹروپین بھی لگایا جاتا ہے۔ ان ٹیکوں سے دودھ زیادہ مقدار میں تو حاصل ہو جاتا لیکن ان کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔[11]

مصنوعی دودھ میں چکناہٹ پیدا کرنے کی غرض سے اس میں خوردنی تیل استعمال کیا جاتا ہے اور پھر اسے سفید رنگت دینے اور چکنائی کو حل کرنے کے لیے ڈیٹرجنٹ شامل کر دیا جاتا ہے۔ دودھ میں چمک پیدا کرنے اور دیگر رنگوں کو دور کرنے کے لیے بلیچنگ پاؤڈر دودھ میں شامل کیا جاتا ہے۔ مصنوعی دودھ میں ذائقہ پیدا کرنے کئے اصلی دودھ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ گاہکوں کو خوب دھوکہ دیا جاسکے۔[12]

درج بالا گوناگوں مہلک مرکبات سے تیار شدہ مصنوعی دودھ انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے اور لمبے عرصے تک اس کا استعمال جان لیوا بھی ہو سکتا ہے۔ ربیعہ شبیر کہتی ہیں کہ :

> '' ایسے دودھ کے استعمال سے بہت سی بیماریاں ہو سکتی ہیں مثلاً سر درد، متلی، قے، ڈائریا، آنکھوں کی بینائی متاثر ہونا، معدہ، گردے اور دل کے مسائل، کینسر، حتیٰ کہ موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ جو دودھ آپ اپنی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں وہ آپ کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔''[13]

کاسمیٹکس مصنوعات میں ملاوٹ

انسان زیب و زینت کو پسند کرتا ہے اور یہ اسلام کے مزاج کے بھی مخالف نہیں۔ کاسمیٹکس مصنوعات زیب و زینت کے لیے ہی اختیار کی جاتی ہیں اور ان کا استعمال خواتین میں زیادہ ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر دلہن کے میک اپ پر ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ کاسمیٹکس مصنوعات میں ملاوٹ عروج پر ہے۔ پاکستان کونسل آف سائنٹسٹ اینڈ انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹری کی پرنسپل سائنٹیفک آفیسر حفصہ اختر کہتی ہیں کہ :

> '' رنگ سفید کرنے والی وائٹننگ کریموں میں مرکری شامل کیا جانا قابل تشویش ہے۔ کریموں میں 005ppm

(پارٹس فی ملین) مرکری استعمال کیا جاسکتا ہے مگر بعض کریموں میں 3500ppm مرکری پایا جاتا ہے۔ وائٹننگ کریموں میں مرکری کے اتنے زیادہ استعمال سے جلد کا سرطان یا اسکن کینسر پھیل رہا ہے"۔[14]

رنگ شدہ اشیاء کی فروخت

پی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آر[15] کے مطابق کھانے پینے کی اشیاء میں مصنوعی رنگ کا استعمال بھی مروج ہے۔ چاول، دالوں، مصالحہ جات اور ملکی سطح پر تیار شدہ نیز درآمد شدہ، دونوں طرح کی ٹافیوں میں اس کا استعمال کیا جارہا ہے۔ بچے چونکہ نازک ہوتے ہیں اور نشوونما کے مراحل سے گزر رہے ہوتے ہیں لہٰذا مضر اشیاء ان کے لیے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ ان اشیاء کے استعمال سے بچوں میں دمہ، ناک، گلے اور پیٹ کی بیماریاں، جلد کی الرجی اور گردوں کے امراض جنم لیتے ہیں۔[16]

ذہنی و جسمانی چستی حاصل کرنے کے لیے چائے استعمال کی جاتی ہے جس کا سب سے اہم جزو پتی ہے۔ وطن عزیز میں رنگ شدہ پتی کا دھندہ بھی عروج پر ہے۔ استعمال شدہ اور مختلف اجزاء سے مصنوعی طور پر تیار شدہ پتی کو رنگ دیا جاتا ہے اور یوں وہ حقیقی پتی کا رنگ دھار لیتی ہے۔ مختلف مقامات پر چھاپے مار کر ایسی مہلکہ مصنوعات کو تحویل میں بھی لیا گیا۔[17] روزنامہ پاکستان کی ایک خبر کے مطابق مصنوعی چائے چنے کے چھلکے، افیون کی چھال اور لکڑی کے برادے سے بھی تیار کی جاتی ہے جسے رنگنے کے بعد ڈبوں میں پیک کر کے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یہ چائے ۱۵۰ سے ۲۵۰ روپے کلو تک دستیاب ہوتی ہے اور پیکنگ کے بعد مہنگے داموں فروخت ہوتی ہے۔[18]

مردار گوشت کی فروخت

گوشت کا شمار بنیادی غذا میں ہوتا ہے۔ وطن عزیز میں گائے، بھینس، مرغی، بکری، بھیڑ اور دنبے سے گوشت حاصل کیا جاتا ہے اور ملکی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ پاکستان میں گوشت کی کل پیداوار درج ذیل کے مطابق ہے:

گوشت کی کی پیداوار کا تخمینہ (سال بہ سال ٹن کے حساب سے)

دورانیہ	2016-17	2017-18	2018-19
بڑا گوشت	2,085,000	2,155,000	2,227,000
چھوٹا گوشت	701,000	717,000	732,000
مرغی کا گوشت	1,276,000	1,391,000	1,518,000
گوشت کی کل پیداوار	4,061,000	4,262,000	4,478,000

گوشت انتہائی اہمیت کی حامل غذا ہے۔ قرآن مجید نے پرندوں کے گوشت کو جنت کی غذا بتلایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ[19]

ترجمہ: اور انہیں پرندوں کا گوشت ملے گا جتنا وہ چاہیں گے۔

آج جدید سائنس نے ثابت کیا ہے کہ مچھلی اور پرندوں کا گوشت کولیسٹرول کے کم ہونے کی وجہ سے انتہائی مفید ہے۔[20]

بکری کا گوشت انتہائی اہمیت کا حامل ہے جبکہ اس کے گلے کے حصے کے گوشت میں کولیسٹرول کی مقدار کم ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بکری کے گلے لے حصے کو گوشت کو پسند فرمایا[21] مگر افسوس یہ ہے کہ بیمار اور مردہ جانوروں کے گوشت کی فروخت کا مکروہ دھندا جاری ہے۔

کراچی کے علاقے منگھوپیر میں باڑے کی مردہ بھینسوں کو باڑہ مالکان نے قصابوں کو فروخت کر ڈالا۔[22] لاہور میں فوڈ اتھارٹی نے

چھاپہ مار کاروائی میں چار مردہ جانوروں کا 1050 کلو گرام گوشت تلف کیا جو کہ ہوٹلوں کو فراہم کیا جارہا تھا۔[23] پشاور میں اسسٹنٹ کمشنر سارہ رحمان نے ٹیم کے ساتھ چھاپہ مار کروائی میں مردہ اور بدبودار گوشت تحویل میں لیا۔[24]

مردہ گوشت کی فروخت پر یہ تین شہادتیں بطور مشتے از خروارے ہیں و گرنہ تو اخبارات میں ان خبروں کا وہ سیلاب ہے جس کا یہ مضمون متحمل نہیں۔ گوشت میں ملاوٹ کا ایک بدترین طریقہ گوشت میں پانی کا شامل کرنا بھی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کی شہ رگ میں دباؤ کے ساتھ پانی انڈیلا جاتا ہے جو کہ دل سے ہوتا ہوا جانور کی تمام شریانوں میں پہنچ جاتا ہے۔اس مکروہ طریقے سے جانور کے وزن میں اضافہ ہوتا ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک بکرے کے جسم میں تین کلو پانی اور گائے، بھینس کے جسم میں دس کلو پانی شامل کیا جاتا ہے۔اس طرح شہری گوشت کے ساتھ ساتھ تین کلو پانی کی قیمت تین ہزار اور دس کلو پانی کی قیمت پانچ ہزار بھی ادا کرتے ہیں اور اس کے نقصانات کا تخمینہ تو بیان کا متحمل ہی نہیں۔[25]

درآمد شدہ اشیاء میں حرام اجزاء کا انکشاف

میاں اعجاز احمد وفاقی وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے ایک اعلیٰ عہدیدار رہے ہیں۔انہوں نے قائمہ کمیٹی کے ارکان کے سامنے بریفنگ دیتے ہوئے امریکا اور یورپی ممالک سے برآمد کی گئی کھانے پینے کی ایسی اُنیس اشیاء کی فہرست پیش کی، جن میں شامل اجزاء حرام تھے۔ان اشیاء میں گوشت، ڈیری پراڈکٹس، سُوپ، چاکلیٹ، ٹافیاں اور پاستا شامل ہیں۔[26]

اس ملاوٹ کا ایک حل تو یہ ہے کہ ملاوٹ کرنے والوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے اور سخت سزائیں دی جائیں تاکہ یہ کالی بھیڑیں نشانِ عبرت بن جائیں اور عوام اس مکروہ دھندے سے باز رہیں۔اس کی ایک مثال سعودی عرب میں نظر آئی جہاں ملاوٹی اشیاء فروخت کرنے پر:

> ''سعودی شہری عبدالکریم کیخلاف ملاوٹی اشیاء مارکیٹ کو فراہم کرنے کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ سعودی شہری خوشبویات اور آرائشی اشیاء میں تھوک اور پرچون کا کاروبار کر رہا تھا۔الزام ثابت ہو جانے پر عدالت نے اسے دو ہزار ریال جرمانے، ملاوٹی اشیاء ضبط کر کے تلف کرنے اور دو مقامی اخبارات میں تاجر کے خرچ پر عدالت کا فیصلہ شائع کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔''[27]

ذخیرہ اندوزی اور مہنگائی

معاشرے کی ایک اور اہم بداخلاقی ذخیرہ اندوزی ہے، شریعت کی روشنی میں ان اشیاء کی ذخیرہ اندوزی جائز نہیں ہے جس کی ضرورت لوگوں کو ہو۔ خصوصاً وہ چیزیں جو لوگوں کی ضرورت ہے اگر اس کو روک کر رکھیں اور مناسب قیمت کا انتظار کریں تو یہ عمل حرام ہے۔ ہمارے معاشرے کی اخلاقی گراوٹ اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ہم ماہ مقدس رمضان المبارک میں بھی ذخیرہ اندوزی سے باز نہیں آتے اور اشیاء کی مصنوعی قلت کے ذریعے ان کی قیمت بڑھانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر رمضان میں مرغی کا گوشت جو 200 روپے کلو فروخت ہو رہا تھا، 320 روپے تک جا پہنچا جبکہ غیر مسلم ملک برطانیہ کے شہر مانچسٹر میں اشیاء کی قیمتیں کم ہو گئیں وہ چاول جو رمضان سے قبل تین پاؤنڈ میں دستیاب تھے، رمضان میں انکی قیمت دو پاؤنڈ ہو گئی۔[28]

تجارتی اخلاقیات کا فقدان اور اس کا سد باب

اسلام کا نظامِ اخلاق زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے۔ چاہے وہ شعبہ تعلیم ہو یا کھیل، سرکاری ملازمت ہو یا کاروبار۔ کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا، حتیٰ کہ تجارت اور کاروبار کے حوالے سے بہترین راہنمائی کی گئی ہے، جو نہ صرف دنیوی منفعت بلکہ اخروی زندگی میں بلند اور اعلیٰ درجات کے حصول کے ساتھ ساتھ نبیوں، صدیقین اور شہداء کی معیت کا ذریعہ ہے، جیسا کہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ[29]

ترجمہ: سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

یہ حدیث تجارتی اخلاقیات کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں امانت داری اور سچائی کو کامیابی کا زینہ قرار دیا گیا ہے، اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے ترکِ دنیا کا تصور نہیں دیا بلکہ ایک انسان بازار میں بیٹھ کر بھی قربِ الٰہی اور آخرت کے اعلیٰ مقام حاصل کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے چند ضروری شرائط ہیں کہ وہ تجارت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق ہو اور اس میں سچائی اور امانتداری ہو، یہ اس کی کامیابی کا زینہ ہے۔ کسی بھی فرد، قوم یا نظام کی کامیابی کے لیے سچائی، امانت داری بنیادی چیزیں ہیں، اس حوالے سے نبی کریم ﷺ نے بذات خود ہمارے لیے ایک بہت ہی عمدہ عملی نمونہ چھوڑا کہ نبوت سے پہلے ہی لوگوں نے آپ کو صادق اور امین کا لقب دیا، آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے معاملہ کو صاف رکھا۔ آج اسی بات کی ضرورت ہے کہ ہمارے تاجر صداقت اور امانت کو شعار اس لیے بنائیں تاکہ انہیں معیتِ محمدی ﷺ حاصل ہو سکے۔

اسلام کا تصور حلال و حرام

اسلام نے تجارتی حوالے سے جو حلال و حرام کا تصور دیا ہے وہ کسی اور نظام معیشت میں نہیں، یہ صرف اور صرف اسلام کا خاصہ اور اس کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کو حلال اور پاکیزہ رزق کمانے، اور کھانے کا حکم دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا[30]

ترجمہ: لوگو جو چیزیں زمین میں حلال طیّب ہیں وہ کھاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں انسانوں کو حلال اور پاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم دیا ہے، اور یہاں حلال سے مراد ایک تو وہ سب چیزیں ہیں جنہیں شریعت نے حرام قرار نہیں دیا۔ دوسرے وہ جنہیں انسان اپنے عمل سے حرام نہ بنالے۔ جیسے چوری یا سود اور ناجائز طریقوں سے کمایا ہوا مال اور پاکیزہ سے مراد وہ صاف ستھری چیزیں ہیں جو گندی سڑی، باسی اور متعفن نہ ہو گئی ہوں۔ طیب یعنی پاک اور اچھی۔ اسلام نے جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہے وہ لازماً پاکیزہ اور اچھی ہیں یعنی وہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاستوں سے پاک ہیں اور ان کے کھانے کا کوئی برا اثر انسان کے اخلاق پر نہیں پڑتا۔ حرام چیزوں سے بچنے کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ:يَا أَيُّهَاالرُّسُلُ كُلُوامِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُواصَالِحًا،إِنِّي بِمَاتَعْمَلُونَ عَلِيمٌ [المؤمنون: 51]

وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ [البقرة: 172] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟[31]

ترجمہ: اے لوگو! اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال قبول کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا: چنانچہ فرمایا: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ۔۔۔اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور فرمایا اے ایمان والو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر کے آیا ہو، اس کے بال پریشان اور خاک آلود ہوں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! جبکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور جس غذا سے اس کا جسم بنا ہے وہ بھی حرام ہے تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو گی؟۔

کعب بن عجرہ کی ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ[32]

ترجمہ: یقیناً وہ گوشت جو حرام سے پروان چڑھا اس کے لیے جہنم ہی لائق تر ہے۔

تو ان احادیث مبارکہ میں ایک مسلمان کے لیے نہایت سخت وعید بیان کی گئی ہے کہ حرام سے پلنے بڑھنے والے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں اور وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔ اس سے مقصدِ زندگی ہی فوت ہو گیا اور انسان کی ناکامی یقینی ہے اور ساری زندگی کی محنت رائیگاں چلی گئی۔ اس لیے ایک مسلمان شخص کو حرام سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

مشتبہ امور سے اجتناب

اسلام دین فطرت ہے، جس میں حلال و حرام کا معاملہ بالکل واضح ہے، جہاں حرام سے بچنا ضروری ہے وہاں حلال سے لطف اندوز ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں، اس کے ساتھ ساتھ ایسے امور بھی ہیں جن کے معاملہ بالکل واضح نہیں رکھا گیا بلکہ مسلمان کی آزمائش کے لیے اور کسی حکمت کے تحت انہیں مخفی رکھا گیا، اسلام کا معیار اس حوالے سے اتنا بلند ہے کہ اس نے اپنے پیروکاروں کو نہ صرف حرام بلکہ ان مشتبہ امور سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے، ایک مسلمان کے لیے سب سے مقدم اس کا دین اور عزت ہے، جن کی حفاظت اس کے فرائض میں سے ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ جس میں حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا ہے کہ:

إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ،وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ،وَبَيْنَهُمَامُشْتَبِهَاتٌ لَايَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌمِنَ النَّاسِ،فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَلِدِينِهِ،وَعِرْضِهِ،وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ،كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ،أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى،أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ۔[33]

ترجمہ: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، اب جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچا رہا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو کسی کی چراگاہ کے گرد اپنے جانوروں کو چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ چراگاہ میں جا گھسیں۔ سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ سن لو! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کردہ چیزیں ہیں۔

مشتبہ اقوال وافعال کاارتکاب حرام کے ارتکاب کی طرف لے جاتاہے لہذا مشتبہ امور سے بچنا بھی ضروری ہے، حضرت حسن بن علی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یادرکھی ہے کہ

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ[34]

ترجمہ: جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑاور وہ اختیار کر جو شک میں نہیں ڈالتی۔

مسلمانوں کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ انھوں نے خرید وفروخت کے معاملہ میں ایک درہم بھی مشکوک ہوا تو انھوں نے اپنے حق کو ہی چھوڑ دیا۔امام ابوحنیفہ، امام بخاری اور بہت سے ائمہ کے واقعات ہیں لیکن آج کل اس بات کو مد نظر ہی نہیں رکھا جاتا کہ مال کہاں سے آیا؟ حلال کہ حرام۔اس بارے میں نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی پیشینگوئی کردی تھی کہ ایسازمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کواس بات کی کوئی فکر ہی نہیں ہوگی کہ اس کی کمائی حلال کی ہے کہ حرام کی جیسا کہ ابوہریرہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، لاَ يُبَالِي المَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الحَلاَلِ أَمْ مِنَ الحَرَامِ[35]

لوگوں پرایک زمانہ آئے گا کہ آدمی اس بات کی پروانہیں کرے گا کہ جو مال اس کے ہاتھ آیا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔

ان ادلہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حلال کمانا ہر مسلمان کے فرائض منصبی میں سے ہے اور شریعت نے حلال کمانے اور اس کے لیے کوشش کرنے کی ترغیب دی ہے،اسی سے انسان اپنے مقاصد حسنہ کو احسن انداز سے حاصل کر سکتا ہے،اور حرام کمانے سے روکا ہے کیوں کہ یہ نحوست اور ہلاکت کا باعث ہے،اس کی وجہ سے انسانی دل سخت ہو جاتا ہے،ایمان کا نور بجھ جاتا ہے،رحمان کی ناراضگی اور غصہ نازل ہوتا ہے،اس کا نقصان صرف فرد واحد کو نہیں پہنچتا بلکہ پوری قوم اس کا شکار ہوتی ہے،کیونکہ اس کے سبب برے اخلاق پھیلتے ہیں،جیسے چوری،ڈاکہ، دھوکہ،فراڈ،خیانت،سود،رشوت،ناحق مال کھانا،بے حیائی کا پھیلناوغیرہ اس لیے حرام سے اجتناب فرائض میں سے ہے۔

انسان حرام کارخ کیوں کرتا ہے اس کے بہت سے اسباب ہیں ان میں سے پہلا یہ ہے کہ اس کا دل اللہ تعالی کے ڈراور خوف سے خالی ہو جاتا ہے اور اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ بے حیا ہو جاتا ہے اور "إذا لم تستحِ فاصنع ما شئت" کا مصداق بن جاتا ہے۔اس کے علاوہ جلد سے جلد امیر بننے کی خواہش، دنیا کا طمع اور لالچ اسے حرام کمائی پر آمادہ کرتا ہے،ایک اور بڑا خطرناک سبب اس کا اس کی خطرناکی اور نقصان دہ ہونے سے لاعلم اور جاہل ہونا ہے اور سب سے بڑی بات کہ انسان کے رزق اور عمر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ آج کا تاجر حلال وحرام کا بھرپور خیال رکھے اور مشتبہ امور سے بھی اجتناب کرے تاکہ دنیاوی ترقی کے ساتھ اخروی کامیابی بھی اس کا مقدر بن سکے اور عوام الناس بھی صحت مندانہ ماحول میں اپنی زندگیاں گزر بسر کر سکیں۔

نرمی اور خوش خلقی

تاجروں کے لیے شریعت کی طرف سے یہ بھی ہدایت ہے کہ وہ خریداروں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں خوش اخلاقی نرم روئی، محبت آمیز گفتگو اور اچھی زبان نیز پیار بھرے الفاظ کے ذریعہ خریداروں کو اعتماد میں لینا بہت آسان ہوتا ہے اعتماد کا فائدہ تجارت کی ترقی کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔خریدار جب ان پر اعتماد کرنے لگیں تو کاروباری حضرات کے لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں۔کم سے کم نفع پر ان کو سازوسامان مہیا کریں اور وہ ادھار مانگیں تو اپنی گنجائش کے مطابق ان کو مایوس نہ کریں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ[36]

ترجمہ: بے شک نرمی جس چیز میں ہو اسے وزنی بنا دیتی ہے اور جس چیز میں نرمی نہ ہو اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔

نرمی، محبت اور پیار سے انسان جو حاصل کر سکتا ہے وہ سختی سے نہیں حاصل کر سکتا، اللہ سبحانہ وتعالی کو ہر معاملہ میں نرمی کرنا پسند ہے، اور اللہ تعالی نرمی اختیار کرنے کی وجہ سے وہ چیز عطا کر دیتے ہیں جو سختی اختیار کرنے پر عطا نہیں کرتے، بلکہ نرمی کے علاوہ عطا ہی نہیں کرتے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ،وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَالَايُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ،وَمَالَايُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ[37]

ترجمہ: اے عائشہ! اللہ نرم ہے یعنی نرمی کرنے والا ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور اس (نرمی) کے علاوہ عطا بھی نہیں کرتا۔

باہمی معاملات میں نرم روی اختیار کرنا اللہ تعالی کو بہت پسند ہے، اس لیے وہ اس پر دنیوی فوائد اور آخرت میں اجر و ثواب عطا کرتا ہے، جبکہ دینی معاملات میں نرمی اور مداہنت ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

ملاوٹ اور قرآن وسنت کی وعیدات

معاشرے میں پھیلی ہوئی اہم بداخلاقی ملاوٹ کرنا ہے۔ ہمارے مسلم معاشرے میں عمومی طور پر اور پاکستانی معاشرے میں خصوصی طور پر کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ اور خرید وفروخت میں خیانت اور بد دیانتی معمول ہیں، جیسا کہ مقالہ کے آغاز میں یہ بات گزر چکی ہے کہ پینے کا پانی تک پیسے دے کر بھی صاف نہیں ملتا تو اس ملک میں امانت اور دیانت کا کیا حال ہوگا، دودھ کی بات ہی کیا کریں، خالص دودھ تو جیسے عنقا ہے، ٹیکہ لگا اور کیمکل سے تیار شدہ ایسا دودھ کہ اصلی اور نقلی میں فرق ختم ہو گیا ہے، گوشت کا تو قصہ ہی الگ ہے، حرام وحلال کی تمیز ہی کوئی نہیں، مردار، کتوں اور گدھوں کا گوشت تک لوگوں کو کھلایا جا رہا ہے، دراصل یہ کام کرنے والے دُنیا کے لالچ میں اتنے مگن ہیں کہ آخرت کو بھول گئے ہیں، دنیا کے حقیر اور فانی مال کے حصول کی خاطر ہمیشہ کی زندگی یعنی اپنی آخرت کو برباد کر رہے ہیں؟ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا[38]

ترجمہ: جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔

یعنی ایسے شخص کا ہم سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، وہ ہمارے مسلمانوں کے طریقے پر نہیں ہے، وہ تو پھر غیر مسلموں کے طریقہ پر چل رہا ہے۔ یہ بات نہایت خطرناک ہے کہ ایک مسلمان کے بارے میں قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کہہ دیں کہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ میری امت کے لوگوں کو دھوکہ دیتا تھا، تو کیا ایسا شخص کامیاب ہو سکتا ہے؟ ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَامِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ[39]

ترجمہ: جس بندہ کو اللہ نے رعیت پر ذمہ دار بنایا ہو اور جس دن وہ مرے اور وہ اپنی رعایا کے ساتھ خیانت کرنے والا ہو تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔

ان احادیث مبارکہ میں ملاوٹ اور خیانت کی بہت سخت وعید بیان کی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرہ میں اس کے بڑھتے ہوئے رجحان کے انسداد کے لیے شعور وآگاہی پیدا کریں کہ یہ نہ صرف لوگوں کی زندگیوں سے کھیلنا ہے بلکہ اپنی آخرت کو تباہ کرنا ہے، اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے، جن کی محبت کے ہم دعویدار ہیں، لیکن اگر ہم ان کے حکم پر نہیں چلتے تو یہ صرف اور صرف دعوی محبت ہے عملی محبت نہیں۔

دھوکہ وفریب اور خیانت

معاشرے میں پھیلی ہوئی ایک اہم بداخلاقی دھوکہ دہی اور فراڈ ہے۔ ابو بکر صدیق نامی ایک شخص نے اسلام آباد میں اپنی گاڑی (ہنڈا سٹی) ایک ڈیلر کو فروخت کی۔ ڈیلر نے مسلم کمرشل بینک کے تیار شدہ پے۔آرڈر کے ذریعے ادائیگی کی لیکن بعد میں یہ عقدہ کھلا کہ وہ پے آرڈر جعلی تھا۔ اس معاملے کی ایف۔آئی۔آر تھانہ آئی نائن، اسلام آباد میں درج ہوئی۔[40] جعلی کرنسی کا لین دین بھی جاری ہے جس سے آئے روز سادہ لوح شہری ڈسے جاتے ہیں۔ تھانہ گنجمنڈی سے سید احمد کو گرفتار کیا گیا جن سے جعلی کرنسی برآمد ہوئی۔[41]

شریعت میں دھوکہ دہی اور فراڈ سے دور رہنے اور مال کا عیب ظاہر کرنے کا حکم ہے، کیونکہ یہ بھی ایک طرح کا دھوکہ اور فریب ہے۔ کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ مال بیچنے والے نقلی مال اصلی بتا کر بیچتے ہیں اور کبھی مال کے عیوب کو چھپاتے ہیں یہ دونوں ہی باتیں کاروبار میں حرام ہیں اور بعض دفعہ تو دھوکہ سے حرام مردار گوشت حتی کہ گدھوں اور کتوں کا گوشت کھلانے سے گریز نہیں کرتے، ایسا کرنے والے کبھی فلاح اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتے، وہ دنیا میں بھی نامراد رہیں گے اور آخرت میں بھی ذلت و خسارہ ان کا مقدر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک دفعہ بازار تشریف لے گئے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي[42]

ترجمہ: آپ ﷺ کا گزر غلے کے ایک تاجر کے پاس سے ہوا، جس کے سامنے غلے کا ایک ڈھیر تھا (جو برائے فروخت تھا) آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس غلے والے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ دکاندار نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس ڈھیر پر بارش ہوگئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دھوکہ دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس حدیث سے کاروبار کا ایک اہم اصول معلوم ہوا کہ مال کا کوئی عیب نہ چھپایا جائے۔ مال کے تمام احوال صاف صاف بتا دیے جائیں۔ ایسا کرنے سے کمائی پاکیزہ، حلال اور برکت والی ہوتی ہے اور تجارت کو بھی ترقی ملتی ہے۔ ہمیشہ امانت و دیانت کو پیش نظر رکھا جائے۔ دوسروں کو گھٹیا اور خراب مال دینے سے اپنی حلال کمائی بھی حرام ہو جاتی ہے، اسی طرح سامنے والے کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر عرف وعادت سے زیادہ نفع حاصل کر کے جو کمائی حاصل کی جاتی ہے وہ بھی غلط اور ظالمانہ انداز سے حاصل کی گئی کمائی ہے اس سے بھی بچنا بہت ہی ضروری ہے۔ انسان کی تھوڑی کمائی بھی اگر حلال اور پاکیزہ ہے تو باعثِ برکت اور خیر کثیر کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہے، جب کہ حرام روزی انسان کے لیے

تباہی و بربادی کا ذریعہ اور برائیوں کی جڑ ہے۔اس لیے کاروبار میں سچائی اور دیانت کی ضرورت ہے۔ایک مسلمان کے لیے نبی کریمﷺ کا طریقہ بہترین نمونہ یعنی اسوہ حسنہ ہے، جیسے اس حدیث مبارکہ میں نبی کریمﷺ نے خود غلہ کا معائنہ کیااور راہنمائی فرمائی۔تاجروں کو دھوکہ دہی سے ڈرناچاہیے اور انہیں علم ہوناچاہیے کہ دھوکہ بازتاجر کا نبی کریمﷺ سے تعلق ختم ہوگیا،اور یہ منافقین کی صفات میں سے ہے کہ جب انہیں امین بنایاجائے توخیانت کریں جیساکہ حدیث مبارکہ میں نبی کریمﷺ کاارشاد ہے:

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ[43]

ترجمہ: چار باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) ے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب لڑے تو بے ہودگی کرے۔

ایک اور روایت میں نبی کریمﷺ نے مؤمن اور فاجر کی نشانیاں ان الفاظ بیان فرمائیں:

الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ، وَالفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ[44]

ترجمہ: مومن بھولااور کریم ہوتا ہے جبکہ فاجر دھوکہ باز اور بخیل ہوتا ہے۔

یہ روایات دھوکہ، فراڈ اور خیانت کی مذمت میں بالکل واضح ہیں، ان احکام کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام الناس اور بالخصوص تاجروں کے دلوں میں اللہ تعالی کا ڈر اور آخرت کا خوف پیدا ہو نیز انہیں برائیوں سے نفرت ہو۔

ذخیرہ اندوزی

اگر ایک چیز لوگوں کی ضرورت نہیں لیکن مناسب قیمت کے لیے یا مہنگا بیچنے کے لیے روک کر رکھیں تو احتیاط ضروری ہے مستحب یہ ہے کہ اس یہ ہے کہ اس کو بھی ترک کیا جائے۔ذخیرہ اندوزی کا حکم بالعموم کھانے پینے والی چیزوں میں جاری ہوتا ہے۔لیکن اس کو وسعت دیتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ہر وہ چیز جو لوگوں کی ضرورت ہے اسے اس وقت مت روکا جائے جب لوگوں کو ضرورت پیش آرہی ہے۔ایسا شخص گناہ گار ہے جیساکہ نبی کریمﷺ کاارشاد ہے:

مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ[45]

ترجمہ: ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہ گار ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ، وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ[46]

ترجمہ: نفع کمانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر لعنت ہوتی ہے۔

ذخیرہ اندوزی کے خلاف شعور پیدا کرنا بھی اہم ذمہ داری ہے بالخصوص رمضان المبارک میں جب ضروری اشیاء کے نرخ آسمانوں سے باتیں کرتے ہیں اور عوام الناس شدید حرج میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات پر بھی توجہ دلوائی جائے اور عوام الناس کو دلوں میں یہ بات راسخ کروادی جائے کہ پانچ وقت باجماعت نماز کے ساتھ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی نمازوں

کے نقصان کا سبب ہے تاکہ عبادات و معاملات کی دونوں کی درستگی سے اخروی حیات میں کامرانی ہمارا مقدر بن سکے۔

ناپ تول میں کمی کرنا

معاشرے میں پھیلی ہوئی اہم بداخلاقی ناپ تول میں کمی کرنا ہے۔ شریعت نے تجارت اور کاروبار کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کی جائے۔ تجارتی معاملات میں یا عام لین دین میں حقدار کو اس کے حق سے کم دینا یا محروم ہی کر دینا بہت ہی غلط اور مبغوض حرکت ہے۔ ایسا کرنے سے انسان ہلاک اور برباد ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی معمولی گناہ نہیں بلکہ قوم شعیب اسی گناہ کی پاداش میں ہلاک کی گئی۔ کتاب عزیز میں خاص طور پر اس سے دور رہنے کی ہدایت دی گئی ہے اور ناپ تول میں کمی کرنے والے غضبِ الٰہی کا شکار ہونگے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ(1)الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (2) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (3) أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (4) لِيَوْمٍ عَظِيمٍ (5) يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (6)﴾[47]

ترجمہ: تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں کم دیتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کے ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں اس دن کہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

ہمارے معاشرے میں یہ عمومی ذہن بن چکا ہے کہ اپنا حق زیادہ وصول کیا جائے اور دوسروں کا حق کم دیا جائے، حالانکہ یہ سوچ اور طریقہ کار غلط ہے۔ یہ انداز اور اس طرح کی ذہنیت غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ ایسے ہی افراد کے لیے خدا نے تباہی اور ہلاکت کی دھمکی دی ہے۔ رسول اللہﷺ نے امت کو کم تولنے کے بجائے جھکتا ہوا تولنے کی نصیحت فرمائی ہے:

فَقَالَ النَّبِيُّﷺلِلْوَزَّانِ: «زِنْ وَأَرْجِحْ»[48]

ترجمہ: آپﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم وزن کرو تو زیادہ دو۔

حدیث کے مطابق ہمیں آپﷺ کی نصیحت تو یہ ہے کہ ہم دیتے ہوئے کم نہ دیں بلکہ زیادہ دیں، اب ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس بات سے آگاہ ہو اور اس برائی کو ختم کرنے کی کوشش کرے لیکن اس کے ساتھ گاہکوں کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی تُجار اور بالخصوص ریڑھی اور ٹھیلے والوں سے نرمی کا مظاہرہ کریں، ایسا نہ ہو کہ اپنے حق کو وصول کرتے کرتے دوسروں کو نقصان پہنچادیں۔

حرام اشیاء کی تجارت

معاشرے کی ایک اور اہم بداخلاقی حرام اشیاء کی تجارت ہے۔ اسلامی تجارت کے اصولوں میں یہ اصول بھی بڑا اہم ہے کہ حرام اشیاء کی تجارت بھی حرام ہے۔ یعنی جو اشیاء اسلام نے حرام قرار دی ہیں ان کو مال تجارت بنانا یا ان کی خرید و فروخت کرنا بھی حرام ہے اس میں نہ صرف خوردنی اشیاء بلکہ مخرب اخلاق اشیاء بھی شامل ہیں جیسے شراب افیون، ہیروئن وغیرہ اسی طرح سودی لین دین، سٹہ بازی، لاٹری، قحبہ گری، اخلاق سوز فلمیں اور آڈیو ویڈیو کیسیٹس، گانے بجانے کے آلات یا گانے بجانے کے اسکول یا اکیڈمیاں، اخلاق بگاڑنے والے ناول، فحش لٹریچر وغیرہ کی ممانعت اس میں شامل ہے۔ کیونکہ ان میں بہت بڑا نقصان اور ضرر ہے اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَضَى أَنْ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ[49]

ترجمہ: نہ تو کسی کو نقصان دو، اور نہ ہی خود نقصان اٹھاؤ۔

یہ حدیث مبارکہ ایک ایسا عمومی قاعدہ ہے، جس کا دائرہ زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں کو محیط ہے، دین و دنیا، فرد اور معاشرہ کسی کو ضرر نہ پہنچایا جائے، حتیٰ کہ وصیت میں بھی کسی کو نقصان نہ دیا جائے، تجارت میں بھی کسی کو ضرر نہ دینے کا حکم ہے، مثلاً کسی ضرورت مند کو کوئی چیز چاہیے جو سو روپے کی ہے تو اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے دو سو یا تین سو میں فروخت کرنا یہ ضرر ہے، اس لیے یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح حرام اشیاء کی فروخت یہ خود بھی اور دوسروں کو بھی ضرر پہچانا ہے کیونکہ یہ حرام کردہ اشیاء خبیث اور گندی چیز ہیں اور اس کے بدلے اللہ سبحانہ وتعالی نے انسانوں کے لیے پاکیزہ اشیاء کو حلال کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ[50]

ترجمہ: وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال کیا گیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ ان کے لیے پاکیزہ اشیاء حلال کی گئی ہیں۔

نبی کریمﷺ کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں پر پاکیزہ اشیاء کو حلال کریں اور ناپاک کو حرام ٹھہرادیں:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ[51]

ترجمہ: اور وہ ان کے لیے پاکیزہ اشیاء حلال کرتا ہے، اور ان پر خبث اور گندی اشیاء حرام کرتا ہے۔

خبیث اور ناپاک اشیاء کی خرید و فروخت بھی حرام ہے جیسے نبی کریمﷺ نے شراب کے حوالے سے ارشاد فرمایا ہے:

لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ[52]

ترجمہ: اللہ تعالی نے شراب اور شراب نوشی کرنے والے اور شراب پلانے والے، اور شراب فروخت کرنے والے اور شراب خریدنے والے اور شراب کشید کرنے والے اور شراب کشید کروانے والے اور شراب اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائے سب پر لعنت فرمائی۔

اس حوالے سے ہماری ذمہ داری ہے کہ اس بات کو عام کریں تاکہ لوگ حلال کی طرف متوجہ ہوں اور حلال رزق ہی کمائیں، کیونکہ حلال کمانا بھی عبادت ہے اور یہ ایسی عبادت جس پر باقی عبادات کی قبولیت کا انحصار ہے۔ اگر انسان کی پرورش حرام سے ہو رہی ہے یا اس کی کمائی میں حرام شامل ہو گیا تو اس کی کوئی بھی عبادت نماز، روزہ، حج، زکواۃ وغیرہ قابل قبول نہیں، جب تک کہ اس کا رزق، اس کی کمائی، اس کا کھانا پینا حلال کا نہ ہو جائے۔

سود خوری سے اجتناب

پاکستانی معیشت سودی قرضوں میں جکڑی جا چکی ہے اور ہمارا ہر شخص قرضوں کا بوجھ شعوری اور لاشعوری طور پر برداشت کر رہا ہے۔[53] روزمرہ کے معاملات میں سود پر مبنی بینکاری سے ہر شخص آگاہ ہے۔ تاجر و سرمایہ دار سب ہی اس گناہ میں شریک ہیں۔ سود کی برائی کے لیے کافی ہے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ0 فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ[54]

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور تم چھوڑو جو سود باقی رہ گیا ہے اگر تم ایمان والے ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ کرو اور اگر تم نے توبہ کرلی تو تمہارے لیے تمہارا اصلی مال ہے نہ تم کسی کو ستاؤ اور نہ ستائے جاؤ۔

سود کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔اس کی سنگینی بہت زیادہ ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس برائی کو جڑ سے ختم کیا جائے لیکن یہ ذمہ ہم میں سے ہر شخص پر بھی ہے کہ وہ کسی بھی سودی کاروبار کا حصہ نہ بنے۔ صحابہ کرام کی زندگیاں اس سلسلے میں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپﷺ کی تربیت کے اثر سے صحابہ کا ایمان اتنا راسخ ہوچکا تھا کہ ان کے ایمانی تقاضوں کے سامنے تمام چیزیں دوسرے درجہ کی حیثیت رکھتی تھیں۔ہر حال میں وہی کرتے جس کا مطالبہ ان کے ایمان کی جانب سے ہوتا تھا۔ان کی زندگی یقیناً ہمارے لیے قابلِ تقلید ہے۔

اس حوالے سے ایک جامع آیت مبارکہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں ناجائز ذرائع دولت کی ممانعت ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ[55]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضا مندی سے کوئی تجارت ہو۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

نَهَى تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ أَنْ يَأْكُلُواأَمْوَالَ بَعْضِهِمْ بَعْضًابِالْبَاطِلِ،أَيْ: بِأَنْوَاعِ الْمَكَاسِبِ الَّتِي هِيَ غَيْرُ شَرْعِيَّةٍ، كَأَنْوَاعِ الرِّبَا وَالْقِمَارِ، وَمَا جَرَى مَجْرَى ذَلِكَ مِنْ سَائِرِ صُنُوفِ الْحِيَلِ، وَإِنْ ظَهَرَتْ فِي غَالِبِ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ مِمَّا يَعْلَمُ اللَّهُ أَنَّ مُتَعَاطِيَهَا إِنَّمَا يُرِيدُ الْحِيلَةَ عَلَى الرِّبَا.[56]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے باطل طریقوں سے مال کھانے کی ممانعت فرمائی ہے، جیسے سود خوری، قمار بازی اور ایسے ہی ہر طرح کے ناجائز ذرائع جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔" حرام مال سے مراد صرف کھانا نہیں بلکہ مال کا ناجائز استعمال اور اپنے تصرف میں لے آنا ہے۔باطل سے مراد ہے ہر ناجائز طریقہ وعدل و انصاف، قانون اور سچائی کے خلاف ہو۔اسکے تحت جھوٹ، خیانت، غضب، رشوت، سود، سٹہ، چوری اور معاملات کی وہ ساری قسمیں آتی ہیں جن کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔

جھوٹ سے گریز

تجار کی یہ بھی عادت بن چکی ہے کہ وہ کم درجہ اور گھٹیا اشیاء کو فروخت کرنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور اب حالت بایں جا رسید کہ لوگ اسے جائز سمجھنے لگے ہیں اور فتاویٰ میں یہ سوالات آرہے ہیں کہ کاروبار میں جھوٹ بول سکتے ہیں یا نہیں؟ مثال کے طور پر دار العلوم دیوبند کا فتویٰ نمبر 150812 ملاحظہ ہو جس میں سائل کا سوال ہی یہی ہے کہ تجارت میں جھوٹ بولا جاسکتا ہے یا نہیں؟[57] کاروبار و تجارت میں

جھوٹ کو کاروباری تکنیک کے طور پر استعمال کرنا تجارتی بداخلاقی ہے اور معاشرتی ناسور ہے نیز تجارت میں بے برکتی اور نحوست کا باعث ہے۔ شریعت نے تجارت کا ایک اہم اصول یہ بیان کیا ہے کہ کاروبار اور تجارت میں ہمیشہ سچائی اختیار کی جائے، جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا جائے۔ جو لوگ اپنی تجارت کو فروغ دینے اور کاروبار کو ترقی دینے کے لیے جھوٹ یا جھوٹی قسم کا سہارا لیتے ہیں وہ اللہ تعالی کی ناراضگی کو مول لیتے ہیں۔ اس طرح کاروبار کرنے میں اگرچہ وقتی طور پر نفع معلوم ہوتا ہے مگر در حقیقت ایسی کمائی اور تجارت سے برکت اٹھا لی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

البَيِّعَانِ ... فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا[58]

ترجمہ: خریدنے اور بیچنے والے اگر دونوں سچائی سے کام لیں اور معاملہ کو واضح کر دیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر دونوں کوئی بات چھپالیں اور جھوٹ سے کام لیں تو ان کی تجارت سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

اب یہ اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ عوام میں عموماً اور تجار میں خصوصاً جھوٹ کی سنگینی کا شعور بیدار کریں کہ یہ ایسی برائی ہے جس سے برکتیں ختم ہو جاتی ہیں اور یہ جہنم کا راستہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا[59]

ترجمہ: اور تم لوگ جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی دوزخ کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے جھوٹ بولنے کا متمنی رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

جھوٹی قسمیں کھانا

مالک کا اپنے مال کو جھوٹی قسمیں اٹھا کر گاہک کو فروخت کرنا، کاروبار اور تجارت کی اہم بداخلاقی جو معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کے بارے میں انتہائی سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ :

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارًا قَالَ أَبُوذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ[60]

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالی تین شخصوں سے بات نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ ''حضرت ابو ذر غفاری نے فرمایا کہ یہ ناکام ہو گئے۔ اے اللہ کے رسول یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا، احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے سامانِ تجارت کو فروخت کرنے والا۔

اس لیے تجارت میں کامیابی کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھانے سے قطعاً پرہیز کیا جائے ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ، ثُمَّ يَمْحَقُ[61]

ترجمہ: اپنامال بیچنے کے لیے کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بچو !اس سے مال تو بِک جائے گا(یہ چیز وقتی طورپر فائدے کی معلوم تو ہو تی ہے) لیکن اس سے کاروبار کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

یہ احادیث صاف طورپر یہ پیغام دیتی ہیں کہ کاروبار کرنے والے اور تجارت پیشہ تمام حضرات جھوٹی قسمیں کھانے اور جھوٹ بولنے سے مکمل طورپر احتراز کریں۔ کاروبار میں جھوٹ بولنا یا جھوٹ کا سہارا لینا بڑے گناہوں میں سے ہیں، اس سے سماجی اور معاشرتی زندگی کے لیے کئی طرح کے خطرات سامنے آجاتے ہیں، جس سے اسلام سختی سے منع کرتا ہے۔

وعدہ خلافی

معاشرے میں پھیلی ہوئی پانچویں اہم بد اخلاقی وعدہ خلافی ہے۔ تجارت کے لیے شریعت میں وعدہ کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے کہ جو بھی وعدہ کیا جائے اسے پورا کیا جائے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا[62]

ترجمہ: اور عہد کی پابندی کرو کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے باز پرس ہو گی۔

عہد کو پورا نہ کرنا فسق ہے، عہد سے مراد وہ فطری عہد بھی ہے جو ہر انسان نے عہد کیا تھا کہ وہ اپنے پروردگار کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں بنائے گا اور وہ عہد بھی جو انسان دوسرے انسانوں سے کرتا ہے خواہ یہ لین دین کے معاملات سے تعلق رکھتا ہو یا نکاح وطلاق کے معاملات سے، اور وہ عہد بھی جو کوئی انسان ذاتی طورپر اپنے پروردگار سے کرتا ہے یعنی عہد خواہ کسی طرح کا ہو اسے توڑنے والا فاسق ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا:

لَا تُمَارِ أَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ» [63]

ترجمہ: اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا نہ کرو، مزاح نہ کرو اور نہ ہی اس سے ایسا وعدہ کرو۔ جسے تم پورا نہ کر سکو۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے بھائی سے اول تو ایسا وعدہ ہی نہ کیا جائے، اگر کر لیا ہے تو اسے پھر نبھانا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہﷺ کے ارد گرد تھے جب آپ نے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَارَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْمَرِجَتْ عُهُودُهُمْ،وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ،وَكَانُواهَكَذَا»وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ،قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ،فَقُلْتُ:كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَذَلِكَ،جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ؟قَالَ:الْزَمْ بَيْتَكَ،وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ،وَخُذْ بِمَاتَعْرِفُ،وَدَعْمَاتُنْكِرُ،وَعَلَيْكَ بِأَمْرِخَاصَّةِنَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ.[64]

ترجمہ: جب تم لوگوں کو دیکھو کہ اپنے عہدوں کو توڑ رہے ہیں اور اپنی امانتداری کو چھوڑ دیں اور وہ ایسے ہو جائیں (اختلاف کرتے ہوئے) آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملا دیا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے عرض کیا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کردے میں اس وقت کیا کروں؟ فرمایا کہ اپنے گھر کو لازم پکڑو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ جو بات (شرعی اعتبار سے) اچھی ہو اسے لے لو اور جسے غلط سمجھو اسے چھوڑ دو، اور تم پر خاص اپنے نفس کی اصلاح ضروری ہے اور عوام کے معاملات کو چھوڑ دو۔

وعدہ خلافی اور بدعہدی کو قیامت کی نشانیاں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے کہ قربِ قیامت میں وعدہ خلافی اور بدعہدی زیادہ ہو جائے گی۔

نتائج وسفارشات

شریعت نے تمام باطل طریقوں سے ایک دوسرے کا ناحق مال کھانے سے منع کیا ہے اور اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

1۔ ہر وہ کام جس سے دوسرے کا مالی نقصان ہو جیسے چوری، ڈاکہ، غصب، غبن وغیرہ۔

2۔ ہر وہ لین دین جس میں کسی ایک فریق کا فائدہ یقینی ہو دوسرے کو خواہ فائدہ ہو یا نقصان مثلاً اور اس کی تمام شکلیں مثلا مدت کے عوض سود (ربا النسیئہ) ہو یا ایک ہی جنس میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ (ربا الفضل) ہو اسی طرح مارک اپ، مارک ڈاؤن اور ذاتی قرضے کا سود سب حرام ہیں۔

3۔ جو اشیاء حرام ہیں ان کی خرید و فروخت جیسے شراب کی سوداگری یا ان اشیاء کی جو شراب خانے میں استعمال ہوتی ہیں، مردار کا گوشت، تصویریں اور مجسمے، فحاشی پر مشتمل کتابیں و تصویریں، کسی حرام کاروبار کے لیے دکان یا مکان کرایہ پر دینا، کاہن کی کمائی، فاحشہ کی کمائی، کتے کی قیمت وغیرہ۔

4۔ ہر ایسا کام جس میں تھوڑی سی محنت سے کثیر مال ہاتھ آتا ہو۔ جیسے جوا، لاٹری اور سٹہ بازی وغیرہ اور بعض حالتوں میں بیمہ پالیسی وغیرہ۔

5۔ وہ بیع جس میں مشتری دھوکہ دینے کی کوشش کرے مثلاً عیب چھپانا، جانور کا دودھ روک کر بیچنا، ناپ تول میں کمی بیشی کرجانا، دوسرے کو پھنسانے کے لیے بولی چڑھانا، ملاوٹ، بددیانتی، دھوکہ فراڈ وغیرہ۔

6۔ معاشی اقدار کو اپنانا، معاشرے میں انہیں فروغ دینا اگرچہ حکومت کا اس میں بنیادی کردار ہوتا ہے لیکن اس سے بھی قبل یہ ذمہ داری ہم میں سے ہر ایک شخص پر عائد ہوتی ہے کہ ہم ان معاشی اقدار کو اپنائیں تاکہ دنیوی واخروی فلاح سے ہمکنار ہو سکیں۔

7۔ اہل مدارس و جامعات کے اساتذہ، علماء و خطباء اور دعوتی تنظیموں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام الناس میں یہ شعور بیدار کریں کہ محض عبادات کو اپنانا اور معاملات سے دین میں دوری اختیار کرنا خسران کا سبب ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] القرآن 29:4۔

[2] عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی، **سنن الدارمی**، باب فی التاجر الصدوق، رقم الحدیث:2581 ۔

[3] ابوحامد محمد بن محمد غزالی، **احیاء علوم الدین**، (بیروت: دار الفکر، س۔ن)، ج 2، ص62۔

[4] شبیر حسین، آلودہ پانی (کالم)، روزنامہ آج، 10 مئی، 2018، لنک ملاحظہ ہو:
https://www.dailyaaj.com.pk/news/5014

[5] سپریم کورٹ کا منرل واٹر کمپنیوں کو ہر لیٹر پر ایک روپیہ ٹیکس دینے کا حکم، جیو اردو ٹی۔وی، 13 نومبر، 2018، لنک ملاحظہ ہو:
https://urdu.geo.tv/latest/192941، https://www.bbc.com/urdu/pakistan-49581590

6.Pakistan Economic Survey 2018-2019,Finance Division, Government of Pakistan,27

7.Ibid

8.Abdus Sattar, Milk Production in Pakistan, PIDE Blog,01-01-2020,Retrived: https://pide.org.pk/blog/milk-production-in-pakistan/

[9] ربیعہ شبیر، دودھ میں ملاوٹ (کالم)، جسارت نیوز، سنڈے میگزین، 28 اکتوبر، 2018 لنک ملاحظہ کیجئے:
https://www.jasarat.com/sunday/2018/

[10] ہم نیوز، 30 مارچ، 2018، لنک ملاحظہ کیجئے:
https://www.humnews.pk/latest/23861/

[11] سید عاصم محمود، قدرت کا عظیم تحفہ **دودھ** جب سفید زہر بن جائے (کالم)، 9 اکتوبر، 2016: لنک ملاحظہ کیجئے:
https://www.express.pk/story/621754/

[12] سید عاصم محمود، قدرت کا عظیم تحفہ **دودھ** جب سفید زہر بن جائے، 9 اکتوبر، 2016۔

[13] ربیعہ شبیر، دودھ میں ملاوٹ، جسارت نیوز، سنڈے میگزین، 28 اکتوبر، 2018۔

[14] ہم نیوز، 30 مارچ 2018۔

[15] پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ کا قیام 1953 میں سوسائٹیز ایکٹ کے تحت عمل میں آیا۔ اس ادارے میں مختلف قسم کی اشیاء کے معیار کو پرکھا جاتا ہے۔

[16] ہم نیوز، 30 مارچ 2018۔

[17] نوائے وقت، 9 دسمبر، 2017۔

[18] روزنامہ پاکستان، 25 اپریل، 2017۔

[19] القرآن 21:56۔

[20] ڈاکٹر طاہر القادری، **اسلام اور جدید سائنس**، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2001ء)، ص 598۔

[21] ایضاً۔

[22] نوائے وقت، 5 ستمبر، 2019، لنک ملاحظہ کیجیے:
https://www.nawaiwaqt.com.pk/05-Sep-2019/1058318

[23] روزنامہ پاکستان، 25 جولائی، 2019، لنک ملاحظہ کیجئے:
https://dailypakistan.com.pk/25-Jul-2019/998420

[24] روزنامہ اوصاف، 26 اپریل، 2019، لنک ملاحظہ:
https://dailyausaf.com/pakistan/news-201904-15147.html

[25] روزنامہ خبریں، 2 مارچ، 2020، لنک ملاحظہ کیجئے:
https://dailykhabrain.com.pk/2020/03/02/200664/

[26] 92 نیوز، 22 جولائی 2018ء۔

[27] اشیاء میں ملاوٹ پر سعودی تاجر کی سرزنش، اردو نیوز، 15 نومبر، 2018، لنک ملاحظہ کیجئے:
http://www.urdunews.com/node/344541

[28] عامر رضا، ذخیرہ اندوزی اور مہنگائی (کالم) نوائے وقت، 23 مئی، 2018۔
https://www.nawaiwaqt.com.pk/23-May-2018/831633

[29] محمد بن عیسی ترمذی، **جامع ترمذی**، ابواب البیوع عن رسول اللهﷺ، باب ما جاء في التجار وتسمية النبيﷺ إياهم، رقم الحديث: 1209۔

[30] القرآن 2:128۔

[31] مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيری، **صحيح مسلم**، كتاب الزكوة باب قبول الصدقة من كسب الطيب، رقم الحديث: 2346۔

32 محمد بن عیسی ترمذی،**جامع ترمذی**،ابواب السفر عن رسول اللهﷺ،باب ما ذکر فی فضل الصلاة،رقم الحدیث: 613۔

33 ابو عبدالله محمد بن اسماعیل بخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب الایمان،باب فضل من استبراء لدینه،رقم الحدیث: 52۔

مسلم بن الحجاج،**صحیح مسلم**،کتاب المساقات والمزارعة،باب أخذ الحلال وترک الشبهات،رقم الحدیث: 4094۔

34 محمد بن عیسی،**جامع ترمذی**،ابواب صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول اللهﷺ،رقم الحدیث: 2518۔

35 محمد بن اسماعیل بخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب البیوع،باب من لم یبال من حیث کسب المال،رقم الحدیث: 2059۔

36 امام قشیری،**الجامع الصحیح**،کتاب البر والصلة والآداب،باب فضل الرفق،رقم الحدیث: 6602۔

37 ایضاً رقم الحدیث: 6601۔

38 ایضاً کتاب الایمان،باب قول النبیﷺ: «من غشنا فلیس منا»،رقم الحدیث: 283۔

39 ایضاً کتاب الایمان،باب استحقاق الوالی الغاش لرعیته النار،رقم الحدیث: 363۔

40 انٹرویو از ملک اسحاق، قاسم آباد، راولپنڈی، 5 مئی، 2019۔

41 روزنامہ نوائے وقت، 11 دسمبر، 2018۔

42 امام قشیری،**الجامع الصحیح**،کتاب الایمان،باب قول النبیﷺ: «من غشنا فلیس منا»،رقم الحدیث: 284۔

43 محمد بن اسماعیل بخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب الایمان،باب علامة المنافق،رقم الحدیث: 34۔

44 محمد بن عیسی،**جامع ترمذی**،ابواب البر والصلة عن رسول اللهﷺ،باب ما جاء فی البخیل،رقم الحدیث:1964۔

45 امام قشیری،**الجامع الصحیح**،کتاب المساقات،باب تحریم الاحتکار فی الأقوات،رقم الحدیث:4122۔

46 ابو عبد الله محمد بن یزید،**سنن ابن ماجه**،باب الحکرة والجلب،رقم الحدیث:2153۔

47 القرآن 83 :6-1۔

48 محمد بن عیسی،**جامع ترمذی**،ابواب البیوع،باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن،رقم الحدیث:1305۔

49 محمد بن یزید القزوینی،**سنن ابن ماجه**،ابواب الأحکام،باب من بنی فی حقه ما یضر بجاره،رقم الحدیث:234۔

50 القرآن 4:5۔

51 القرآن 157:7۔

52 ابوداود،سلیمان بن الاشعث السجستانی،**سنن ابوداؤد**،کتاب الأشربة،باب العنب یعصر للخمر، رقم الحدیث:3674۔

53 Express Tribune,5 Dec,2018.

54 القرآن 2 :279-278۔

55 القرآن 29:4۔

56 أبو الفداء إسماعیل بن عمر ابن کثیر،**تفسیر القرآن العظیم**،محقق: سامی بن محمد سلامة،ج 2،ص268۔

57 http://www-darulifta-deoband-com/home/ur/Business/150812

58 محمد بن اسماعیل بخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب البیوع،بَابُ إِذَا بَيَّنَ البَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا،رقم الحدیث: 2079۔

59 مسلم بن حجاج،صحیح مسلم،کتاب البر والصلة والآداب،باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله،رقم الحدیث :6637۔

60 ایضاً کتاب الایمان،باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار،والمن بالعطیة،وتنفیق السلعة بالحلف،رقم الحدیث:293۔

61 ایضاً کتاب المساقاة،باب النهی عن الحلف فی البیع،رقم الحدیث:4126۔

62 - القرآن 34:17۔

63 محمد بن عیسی،**جامع ترمذی**،ابواب البر والصلة عن رسول اللهﷺ،باب ما جاء فی المراء،رقم الحدیث: 1995۔

64 سلیمان بن اشعث،**سنن ابوداؤد**،کتاب الملاحم،باب الأمر والنهی،رقم الحدیث:4343۔